احکام شریعت
امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی
علیہ الرحمۃ
شبیر برادرز اردو بازار لاہور

مسلک اہلسنت کے مطابق روزمرہ شرعی مسائل کا مستند مجموعہ

احکامِ شریعت

تینوں حصے مکمل معہ ملفوظات

○

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قادری قدس سرہ العزیز

دیباچہ و موضوع بندی

علامہ عالم فقری

شبیر برادرز
۴۰۔ بی
اردو بازار لاہور

نام کتاب ——— احکام شریعت (مکمل تین حصے)
نام مصنف ——— اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی
ترجمہ عربی ——— محمد اول قادری چشتی
دیباچہ سوانح مصنف ——— عالم فقری
تعداد طبع اوّل ——— ایک ہزار
سال طباعت ——— ۱۹۸۴ء
زیر نگرانی ——— جناب حاجی انور اختر صاحب
ناشر ——— شبیر برادرز
اردو بازار لاہور
قیمت ——— -/۵۷ روپے
مطبوعہ ——— خادم پرنٹرز اردو بازار لاہور

انہ لم یرد السلام ولا یظھر	اس بات پر ہے کہ سلام وارد نہیں ہوا اور
فرق بین ما ذکر اولا وما زاد	ان کے پہلے بیان میں اور لفظ علاوہ کے
فی العلاوۃ سوی انہ ذکر	بعد کے بیان میں کوئی خاص فرق نہیں سوائے
فیھا الاشارۃ مجملا وھو	اس بات کے کہ اس میں اشارہ کا ایک مجمل بیان
التواضع وھنداہ شھدۃ الواقعۃ	کر دیا ہے یعنی تواضع اور اس واقعہ کی
سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالیٰ	حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گواہی
عنہا شاھدۃ بانہ صلی اللہ	دیتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے
تعالیٰ علیہ وسلم فان لم یحمل	سلام کیا ہے۔ پس اگر اس کو تلفظ سلام
علی التلفظ لزم ان تکون نفس	پر حمل نہ کریں تو پھر اشارہ کو سلام ماننا
الاشارۃ تسلیما وھو معلوم	پڑے گا۔ اور اشارہ کا سلام نہ ہونا شرع
الانتفاء من الشرع فوجب الحمل	میں ثابت ہو چکا ہے۔ پس واجب ہے
علی الجمع تامل لعل لکلامہ	حمل کرنا اس کا اوپر جمع بین الاشارہ و
محملا لست احصہ، واللہ	التلفظ کے۔ غور کر شاید ان کے کلام کا ایسا
سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ	محمل ہے جسے میں نہیں سمجھ سکا۔ واللہ سبحانہٗ
وجل مجدہ اتم واحکم۔	وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۸ مزامیر کے ساتھ قوالی ۲۹ ربیع الآخر شریف سنہ ۱۳۲۰ھ۔

بعالی خدمت امام اہل سنت، مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے۔ میں چلا گیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ

کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے ؟ اور یہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں ؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں ؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی ؟

الجواب

ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔ اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے، یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں، بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ، اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ، اور سب حاضرین کے برابر جدا، اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ، اور قوالوں کے برابر جدا، اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، ان کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لیے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے۔ لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا:

کما قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ	جیسے کہا ہے فقہاء نے اس سائل کے بارہ
سوی ان الآخذ والمعطی آثمان	میں جو طاقتور تندرست ہو کر ایسا خیرات
لانھم لو لم یعطوا لما فعلوا فکان	لینے والا اور ایسے کو دینے والا دونوں گنہگار
العطاء ھو الباعث لھم علی	ہیں۔ کیونکہ دینے والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ
الاسترسال فی التکدی والسؤال	گداگری کا مذموم کار دوبارہ نہ کریں۔ بس ان کی
وھذا کلہ ظاھر علی من عرف	عطا ان کی گداگری کا باعث بنی۔ اور یہ سب
القواعد الکریمۃ الشرعیۃ، و	قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے، اور

باللہ التوفیق۔ — اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے توفیق۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الیٰ ھدی کان لہ من	جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا
الاجر مثل اجور من تبعہ لا	اتباع کریں ان سب کی برابر ثواب پائے
ینقص ذٰلک من اجورھم	اور اس سے اُن کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے
شیئا ومن دعا الیٰ ضلالۃ کان	اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے
علیہ من الاثم مثل اٰثام من	اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر
تبعہ لا ینقص ذٰلک من	اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں
اٰثامھم شیئا۔	کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔

رواہ الائمۃ احمد و مسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیکونن فی امتی اقوام یستحلون	ضرور میری اُمّت میں وہ لوگ ہونے والے
الحر والحریر والخمر والمعازف	ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ
حدیث صحیح جلیل متصل وقد	یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو

اخرجہ ایضا احمد وابوداؤد وابن ماجۃ والاسمٰعیلی وابونعیم باسانید صحیحۃ لا مطعن فیھا وصححہ جماعۃ اٰخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع۔

بعض جہال بدمست یا نیم مُلّا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل، پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور

گناہ جانتے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لیے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا اکابر سلسلۂ عالیہ چشت قدست اسرارھم کے سر دھر گے ہیں۔ نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں:

"مزامیر حرام است" (مزامیر حرام ہے)

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرما دیا کہ:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبری عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ۔

ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔

للہ انصاف! اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل کے مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق و الدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چند ایں چیز می باید تا سماع مباح می شود۔ مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مسمع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد،

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں کچھ سننے والے میں کچھ اس کلام میں جو

کودک نباشد و عورت نباشد، مستمع
آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد و
مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد
و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ و
رباب و مثل آں۔ می باید کہ در میان
نباشد ایں چنیں سماع حلال ست۔

سنائی جائے۔ کچھ آز سماع میں یعنی سنانے
والا کامل مرد ہو۔ چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت
نہ ہو۔ سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو اور
جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی
نہ ہو۔ اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی
اور رباب وغیرہ۔ چاہیے کہ ان چیزوں میں سے
کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی معترضوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے:

"یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ
عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از
درویشاں آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و
رباب و مزامیر بود رقص کردند۔ فرمود نیکو
نکردہ اند آنچہ نامشروع ست ناپسندیدہ
است۔ بعد ازاں یکے گفت چوں ایں
طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند باایشاں
گفتند کہ شما چہ کردید اندراں مجمع مزامیر
بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید
ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق
سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر
است یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ
فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں

ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ
کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض
آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں
جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے
رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا
جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے
اس کے بعد ایک نے کہا۔ جب یہ جماعت
اس مقام سے باہر آئی۔ لوگوں نے ان سے
کہا کہ تم نے سماع کیوں سنا اور کیوں رقص کیا جبکہ وہاں مزامیر تھے
تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا انہوں نے
جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ
کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا
نہیں سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں

سخن در ہمہ معصیتہا بیاید — اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں۔ اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبۂ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی۔ اسی میں ہے:

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد تسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن بلکہ پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نزند کہ آں ملعبہ می ماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع بطریق اولیٰ کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع است اھ باختصار

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات درمیان نہ ہوں اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ اس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہیے۔ پس ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہوگا۔ بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے جب یہاں تک لہو و لعب کی چیزوں اور ان کی طرح چیزوں سے پرہیز آئی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہیں۔

مسلمانو! جو ائمۂ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں، وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت، اللہ انصاف، کیسا خبط بے ربط ہے۔ اللہ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔ آمین الٰہ الحق آمین۔ بجاہہم عندک آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی ہے۔ واللہ

الهادی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۹۔ انگوٹھے چومنا ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چومنا ناخنوں کا وقت لینے نام پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جیسے کہ اذان یا خطبہ میں جس وقت نام پاک آنحضرت کا آتا ہے چومتے ہیں از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اذان میں نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علماء نے مستحب فرمایا۔ ردالمحتار میں ہے:

یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منھا قرت عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون قائدا لہ الی الجنۃ۔ کذا فی کنز العباد اھ قھستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیہ۔

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشھد ان محمدا رسول اللہ سنے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے اور جب دوبارہ سنے قرت عینی بک یا رسول اللہ یعنی میری آنکھ حضور سے ٹھنڈک ہوئی یا رسول اللہ پھر کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر الٰہی مجھے شنوائی اور بینائی سے بہرہ مند فرما۔ اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔

فقیر نے اس مسئلہ میں ایک مبسوط کتاب "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" لکھی جس نے مانعین

یا اللہ جل جلالہٗ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چو شوریدگاں مے پرستی کنند
بر آواز دولاب مستی کنند
(سعدی)

محمد حبیب اللہ الرحمٰن العصری

قوالی کی شرعی حیثیت

از قلم

استاذ العلماء مولانا عطا محمد صاحب دام ظلہ بندیال شریف
ضلع سرگودھا

ناشر

مکتبہ رضائے حبیب
مریدکے ضلع شیخوپورہ

سلسلہ اشاعت ۸

کتاب — قوالی کی شرعی حیثیت

کتابت — میاں محمد اقبال (رانا)

مؤلف — استاذ العلماء مولانا عطا محمد صاحب گولڑوی

مطبع — لاہور آرٹ پریس انار کلی لاہور

طباعت بار اول — ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ / مئی ۱۹۷۲ء

ناشر۔ مکتبہ رضائے حبیب مرید کے ضلع شیخوپورہ

تعداد — پانچ سو

قیمت — ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ

(۱) محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ضلع جہلم

(۲) مکتبہ نبویہ ۔ مکتبہ حامدیہ، گنج بخش روڈ لاہور

(۳) رضوی کتب خانہ۔ نزد جلال دین ہسپتال ۔ اردو بازار سرکلر روڈ لاہور

(۴) مولوی محمد انور صاحب، تاجر کتب دار العلوم مظہریہ امدادیہ بندیال (سرگودھا)

(۵) مولانا محمد منشا صاحب تابش قصوری فردوس شیر نیز مرید کے (شیخوپورہ)

(۶) مولانا غلام رسول صاحب سعیدی۔ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو۔ لاہور۔

انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال

۲۴۔ مولانا غلام محمد صاحب خطیب ٹنڈو قیصر حیدرآباد۔

۲۵۔ مولانا محمد رمضان صاحب خطیب جامع مسجد غلہ منڈی گوجرہ۔

۲۶۔ مولانا محمد حنیف صاحب خطیب بغدادی جامع مسجد قائدآباد۔

۲۷۔ مولانا امام الدین صاحب خطیب اعظم منڈی چوہڑکانہ

۲۸۔ مولانا منظور احمد صاحب حافظ آباد۔ ۲۹۔ مولانا حافظ شاہ محمد صاحب (شادیہ)

۳۰۔ مولانا شہباز خاں صاحب مرحوم ۳۱۔ مولانا عبدالواحد صاحب (شادیہ)

۳۲۔ مولانا حافظ فیروز الدین صاحب خطیب میمن مسجد کراچی (۳۳) مولانا شیخ احمد صاحب۔ چنیوٹ

۳۴۔ مولانا محمد سعید صاحب اوکاڑہ۔ ۳۵۔ مولانا حیات شاہ صاحب خطیب ننکانہ۔

۳۶۔ فقیر قادری محمد عبدالحکیم صاحب شرف انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال۔

حضرت استاذ مکرم نے عمر شریف کا بیشتر حصہ تدریس میں صرف فرمایا۔ اس لئے تصنیف و تالیف کی طرف چنداں توجہ نہیں فرمائی۔ فارسی اشعار میں صرف کا ایک مختصر رسالہ "صرف عطائی" رمضان شریف کے بارے میں ریڈیو کی خبر نامقبول ہونے کے متعلق ایک رسالہ "مسئلہ امتناع کذب" کے متعلق ایک مبسوط فتویٰ، مدارس عربیہ کے نصاب سے متعلق ایک مقالہ جو آپ نے جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں پڑھا اور مشائخ صوفیہ کے سماع کے جواز پر ایک رسالہ "قوالی کی شرعی حیثیت" وغیرہ وقتی حالات کے تحت تحریر فرما چکے ہیں۔ کاش اگر بعض درسی کتب پر حواشی تحریر فرمادیں تو وقت کی اہم ضرورت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ہزاروں اہل سنت کی دلی آرزوں کی تکمیل بھی ہوگی اور بندگان خدا عرصہ دراز تک ان سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

آخر الذکر رسالہ "قوالی کی شرعی حیثیت" کو اس مقصد کے پیش نظر شائع کیا جارہا ہے کہ حضرت استاذ مکرم کی یہ تحریر محفوظ ہو جائے۔ اور اہل علم آپ کے علوم و معارف سے استفادہ کر سکیں۔ دراصل یہ ایک فتویٰ ہے جس میں نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ مولائے کریم حضرت استاذ مکرم کی دیگر تحریرات کو منظر عام پر لانے کی توفیق عطا فرمائے! آمین

محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ چکوال ضلع جہلم۔

۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اجمعین

امّا بعد۔ بندہ کی نظر سے ایک مراسلہ گذرا جس میں مشائخ کرام کے سماع اور قوالی کو حرام لکھا گیا ہے اور حد یہ ہے کہ مشائخ کی مجالس سماع میں شامل ہونے والے کے پیچھے نماز کو بھی منع کیا گیا ہے۔ اس لئے بندہ نے باوجود کثرت مشاغل کے اس مسئلہ کی وضاحت کا ارادہ کیا۔ مولےٰ جل جلالہٗ سے استدعا ہے کہ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تمہید۔ ذیل میں بندہ چند مقدمات بطور تمہید ذکر کرتا ہے۔ ان مقدمات کو اصل مطلب میں بہت دخل ہے۔ لہٰذا ان مقدمات میں غور ضروری ہے۔

مقدمہ اولیٰ۔ حرمت کے اثبات کے لئے ایسی نص کی ضرورت ہوتی ہے جو ثبوت اور دلالت کے اعتبار سے قطعی ہو۔ حرمت دلیل ظنی سے بھی ثابت نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ چند اقوال سے ثابت کی جائے۔

تلویح میں ہے۔ وان کان ترکہ اولیٰ فمع المنع عن الفعل بدلیل قطعی حرام۔ یعنی جس فعل کو دلیل قطعی کی وجہ سے منع کیا گیا ہے وہ حرام ہے۔

علماء پر واضح ہے کہ دلیل قطعی قرآن کریم کی نص، خبر متواتر اور اجماع کے بعض افراد ہیں اور خبر واحد مفید ظن ہے۔

مقدمہ ثانیہ۔ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ کسی چیز کے شرائط مقرر کرنا شارع جل جلالہٗ یا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے۔ ہم اپنے طور پر حلال اور حرام کے شرائط مقرر کرنے کا ہرگز حق نہیں رکھتے۔

مقدمہ ثالثہ۔ شرائط دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) شرائط جواز (۲) اور شرائط اولویت۔ ہر دو شرائط کو خلط ملط کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

مقدمہ رابعہ۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ سلاسل مشائخ میں طرق وصول مختلف ہیں۔ ہر ایک نے ایک طریقہ کو منتخب فرمایا جو اس کے نزدیک راجح تھا اور ان کے درمیان

بعض مسائل میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ مشائخ کرام کا یہ اختلاف ائمہ اربعہ کے اختلاف کی طرح ہے کہ ہر امام نے کتاب وسنت سے اپنے اپنے مسلک پر استدلال قائم کیا ہے۔ بلکہ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ ایک ہی آیت اور ایک ہی حدیث سے دو مختلف مطلب لئے گئے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ وحملهٗ وفصالهٗ ثلٰثون شهراً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تیس ماہ کو مدت حمل اور مدت رضاعت کے مجموع پر محمول فرماتے ہیں۔ کہ چھ ماہ اقل مدت حمل ہے۔ اور دو سال مدت رضاع ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تیس ماہ ہر ایک کی پوری مدت ہے۔ لہذا مدت رضاع اڑھائی سال ہے۔

بندہ کا مقصد اس مثال سے صرف اتنا ہے کہ اصل استدلال تو قرآن مجید اور حدیث شریف کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ مفسرین اور شراح حدیث نے اپنے اپنے مختارات کے مطابق تفسیریں اور شرحیں کی ہیں۔ لہذا صرف ایک تفسیر یا شرح کو لے کر دوسرے پر طعن بالکل نامناسب ہے۔ اب ان مقدمات کے بعد بندہ باب غنا میں اپنا دعوےٰ پیش کرتا ہے۔

دعوی درباب غنا۔ غنا کے بارے میں بندہ کا دعوی دس اجزا پر مشتمل ہے۔

جزءِ اوّل۔ مشائخ صوفیہ کے نزدیک غنا مزامیر کے ساتھ ہو یا کہ بغیر مزامیر کے نہ تو مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ناجائز۔

جزءِ ثانی۔ غنا مع مزامیر مخصوص دنوں میں مثلاً عید اور نکاح وغیرہ میں مباح ہے بلکہ مخصوص دنوں میں غنا مع المزامیر سے انکار خلافِ سنت ہے۔

جزءِ ثالث۔ غنا کی حرمت پر کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور جن سے حرمت معلوم ہوتی ہے۔ وہ سب حدیثیں غیر صحیح ہیں۔

جزءِ رابع۔ غنا کا جواز مخصوص بادف نہیں ہے بلکہ جس آلہ سے کیا جائے مباح ہے۔

جزءِ خامس۔ فقہاء کرام کی غنا کے بارے میں تشدید حکمت زجر پر مبنی ہے۔

جزءِ سادس۔ ائمہ اربعہ سے امام مالک اور شافعی اور احمد حنبل سب غنا سنتے تھے اور

ائمہ احناف سے امام ابو یوسف اور داؤد طائی بھی سنتے تھے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ
سے غنا کے ممنوع ہونے پر کوئی نص صریح نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے بعض تلامذہ نے آپ
کے ایک قول سے اس مسئلے میں کراہت مستنبط کی ہے۔

جزء سابع۔ غنا جو کہ فواحش سے خالی ہو عام ازیں کہ مزامیر کے ساتھ ہو یا کہ بغیر مزامیر
کے صحابہ سے لیکر تابعین تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین تک مجالس غنا میں حاضر ہوتے تھے۔

جزء ثامن۔ عید اور دوسرے مواقع خوشی پر غنا مع مزامیر لہو ولعب کے طور پہ جائز ہے۔

جزء تاسع۔ غنا کے جواز میں جو شرائط کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ وہ شرائطِ اولویۃ ہیں
نہ کہ شرائط جواز۔ اور یہ شرائط بھی متفق علیہا نہیں ہیں۔

جزء عاشر۔ غنا مع المزامیر میں اختلاف صوفیہ کے ماسوا میں ہے اور غنا صوفیہ
تو بالاتفاق مباح بلکہ مستحب ہے۔

اب ہم اس دعوے کو بجمیع اجزاء ائمہ دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ اور مختلف دلیلوں
سے مختلف اجزاء دعویٰ ثابت کئے جائیں گے۔

دلیل اول بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ عن عائشۃ قالت
ان ابا بکر دخل علیھا وعندھا جاریتان فی ایام منیٰ
تدففان وتضربان وفی روایۃ تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بعاث
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متغش بثوبہ فانتھرھما ابو بکر فکشف
النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن وجھہ فقال دعھما یا ابا بکر فانھا ایام عید
وفی روایۃ یا ابا بکر ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا متفق علیہ بخاری
شریف میں ایک جگہ یہ الفاظ ہیں۔ فانتھرنی وقال مزمارۃ الشیطان عند
النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خلاصہ معنی حدیث شریف یہ ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ
میرے پاس دو لڑکیاں انصار کی جنگ کے اشعار دف بجاکر گا رہی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم چہرہ مبارک کپڑے کے ساتھ ڈھانپ کر استراحت فرماتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

داخل ہوئے اور ان لڑکیوں کو جھڑکا تو آپ نے منہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر فرمایا کہ ان کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ عید کے دن ہیں۔ اس حدیث پر شراح نے اپنے اپنے خیال کے مطابق بحث کی ہے۔ الفاظ حدیث سے اتنا قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ غنا مع آلہ خاص اوقات میں مباح ہے۔

اب بندہ چند شراح کی عبارات یہاں نقل کرتا ہے۔

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی رائے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

بدانکہ ایں حدیث است کہ تمسک مے کنند بداں اہل سماع در اباحت غنا و شنیدن آں با آلہ (تا) ابوبکر انکار کرد تغنی و تدفیف را و منع و زجر کرد ازاں (تا) و ندانست کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) آں را تقریر نمودہ و روا داشتہ است دلیل برنز چیزے ازاں وا ابوبکر را بایں فرق و تفصیلے علم نبود پس دلالت کرد حدیث بر اباحت اقدارے ازاں در روز عید و غیر آں از مواضع کہ مباح است در وے فرح و سرور (تا) و ازینجا اباحت علی الاطلاق لازم نباید (تا) و انصاف آں است کہ نص قطعی بر حرمت آں علی الاطلاق چنانچہ بر حرمت زنا و شرب خمر آمدہ ثابت نشدہ است و بہ تحقیق تصریح کردہ اند بعض از متاخرین محدثین کہ حدیث در حرمت غنا صحیح نہ شدہ است (تا) و اصل در اشیاء اباحت است (تا) و فقہاء را دریں باب تشدید و تعصب بسیار است الخ

اس طویل عبارت سے چند امور واضح ہوئے۔ (اول) غنا مع مزامیر خاص مواقع پر مباح ہے لیکن یہ اباحت علی الاطلاق نہیں ہے۔ اور یہی ہمارے دعوے کی جز اول و ثانی ہے (دوم) غنا کی حرمت پر کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور جن احادیث سے حرمت کا پتہ چلتا ہے، سب غیر صحیح ہیں۔ اور یہی ہمارے دعویٰ کی جز ثالث ہے اب انصاف پسند غور فرمائیں کہ مانعین حضرات حدیث غیر صحیح سے حرمت کیسے ثابت کرتے ہیں جبکہ خبر واحد صحیح سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ تمہید میں گذر چکا ہے (سوم) یہ صحیح نہیں ہے کہ شیخ محقق حرمت علی الاطلاق کے قائل ہیں۔

(چہارم) جن اہل سماع نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ صوفیہ کرام اور مشائخ

عظام میں جیساکہ صراحتہً عنقریب آئیگا۔ لہٰذا یہ کہنا بھی غلط ہُوا کہ مشائخ پر افترا ہے کہ وہ غنا مع مزامیر سنتے تھے (پنجم) شیخ محقق نے فرمایاکہ اس حدیث سے اباحت غنا بآلہ پر استدلال ہے نہ اباحت غنا بادف۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ دف کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ مراد آلہ ہے یعنی ذکر خاص اور مراد عام ہے، چنانچہ اکثر احکام شرعیہ میں ایسا ہی ہے۔ تو اب بعض حضرات کا یہ فرمان بھی غلط ہُوا کہ صرف دَف مباح ہے اور دوسرے آلات مباح نہیں ہیں۔

اس پر ایک اور دلیل بھی ملاحظہ ہو۔ بخاری شریف میں مزمار کا لفظ وارد ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی دف پر مزمار کے لفظ کا اطلاق کیا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بھی مزمار کو اس خاص وقت میں مباح فرمایا ہے۔
اَب مزمار کا معنے بھی شیخ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں "ومزمار آلتے کہ مے زنند آں را اہلِ غنا مثل نے ورباب ودَف ومانند آں" تو شیخ کی کلام سے تمام آلات کی اباحت ثابت ہوئی۔ اس تقریر سے ہمارے دعویٰ کی جزء رابع کہ "غنا کا جواز مخصوص بادف نہیں ہے جو بھی آلہ ہو مباح ہے" ثابت ہوگئی (ششم) جن فقہاء نے باب غنا میں تشدید کی ہے۔ کسی دلیل پر مبنی نہیں بلکہ تشدید اس لئے اختیار کی گئی ہے کہ لوگ غنا کو مطلقاً جائز نہ سمجھ لیں۔
اس توضیح سے ہمارے دعویٰ کی جزء خامس کہ غناء کے بارے میں فقہاء کرام کی تشدید (حکمت زجر پر مبنی ہے) ثابت ہوگئی (ھفتم) شیخ محقق نے اپنی اس تحقیق کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے " وآنچہ ازیں حدیث بنظر انصاف بے شوب تعصب و اعتساف متبادر میگردد" اس عبارت سے معلوم ہُوا کہ اباحت غنا مع مزامیر در اوقات مخصوصہ منصفین کا قول ہے۔

شیخ نورالحق دہلوی صاحبزادہ حضرت شیخ تیسیر القاری شرح بخاری میں حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں "مقام عالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم مقتضی آں بود کہ گوش ہم برآں نہ نہند لیکن چوں انکار نہ کرد و منع نہ فرمود تجویز ازاں فہم میشود"

اور شیخ محققؒ کے پرپوتے حضرت شیخ الاسلام حدیث مذکورہ کے تحت شرح بخاری یوں فرماتے ہیں۔ "درروایت آئندہ بیاید کہ اے ابوبکر مر ہر قوم را عیداست وایں روز عید ما است وایں تعلیل است ازاں حضرت مر امر بہ ترک جاریہ ابو بکر صدیق را و بیان حکمت تجویز است دریں روز کہ مباح است سرور شرعاً دراں روز پس نباشتے انکار کردنا ند ایں را دراں روز چنانکہ انکار کردہ نے شود نزد نکاح"

ان عبارات سے یہ ثابت ہوگیا کہ مخصوص دنوں میں غناء مع آلہ سے انکار خلاف سنت ہے۔ اب بھی ہمارے دعویٰ کی جزء ثانی "کہ مخصوص دنوں میں غنا مع المزامیر مباح ہے" ثابت ہوگئی۔ اب ذرا یہ حضرات غور فرمائیں کہ جو شرائط غناء کے متعلق پیش کی جاتی ہیں کیا وہ اس مقام ورود حدیث میں موجود تھیں ؟ ظاہر ہے کہ وہ شرائط یہاں بالکل مفقود ہیں۔ لہذا شرائط کو اگر شرائط جواز کہا جاوے تو یہ بالکل باطل ہے۔ البتہ اگر ان کو شرائط اولویۃ کہا جاوے۔ یہ درست ہوسکتا ہے۔ شیخ الاسلام شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

"ایں حدیث چنانکہ گفتہ اند ظاہر است در منع سماع و تغنی بدف و نحو آں در غیر روز عید و مانند آں از آنچہ رخصت یافتہ دراں نوع از لہو و سرور (تا) بلکہ گفت منع مکن کہ امروز روزِ عید است یعنی از حکم منع تغنی و تدفیف در روزِ عید ایں قدر لہو و سرور مستثنیٰ و جائز است و دختر کان و نو سالاں اگر اشعار مدح دلاوری و شجاعت بآواز خوش سرایند محذور نہ بود (تا) و دریں مسئلہ میان علماء و فقہاء قدیماً و حدیثاً الٰی

عـــہ حضرت شیخ الاسلام کی تعریف مولانا انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں بایں الفاظ کی ہے وھو حفید لمولانا عبد الحق الدھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ و لہ حاشیۃ علی الجلالین یسمی بالکمالین و ھو احسن من حاشیۃ علی القاری۔ الجمالین وکنت ارجو ان تکون حاشیتہ لطیفۃ لکونہ قاریا فلما رایتھا وجدتھا سطحیۃ (الیٰ) اما حاشیۃ ذلک الحفید فلا ریب انہ جید حتی اظنہ اعلم من جدہ الخ یعنی شیخ الاسلام مولانا عبد الحق دہلوی کے پرپوتے ہیں۔ انکا حاشیہ جلالین پر ہے جس کا نام کمالین ہے یہ حاشیہ ملا علی قاری کے حاشیہ علی الجلالین جس کا نام جمالین ہے، سے بہت اچھا ہے میں یہ خیال کرتا تھا کہ شاید علی قاری کا یہ حاشیہ بہترین ہوگا لیکن جب میں نے اسے دیکھا تو اسے سطحی پایا اور شیخ الاسلام کا حاشیہ نہایت تحقیق ہے حتیٰ کہ میرا یہ گمان ہے کہ شیخ الاسلام اپنے پردادا سے زیادہ عالم ہیں۔

۱۲۰

صحابہ و تابعین وغیرایشاں اختلاف است دتا، باید دانست کہ موضوع ایں مسئلہ خلافیہ
غناست است کہ استعمال میکنند آں را مغنیان کہ عارف اند بصنعت غناء و اختیار میکنند
شعرہای فیق دتا، اما غنائے کہ جاری شدہ است عادت باستعمال آن برائے تنشیط
قلوب مثل حادث احمال وحمل اثقال وقطع مفاوز و در طریق حج و وصف کعبہ و زمزم و
مقام و مانند آں مباح است۔ اگر سالم باشد از ذکر فواحش و محرمات بلکہ سماع مندوب
است کہ موجب نشاط است باعمال بزرگ کذا ذکرہ ابن حزم فی کتاب الاجتماع و
گفتہ اند قائلان باباحت کہ روایت کردہ شدہ است غنا و سماع از جماعت کثیر
از اکابر صحابہ کہ در ایشاں چندے از عشرہ مبشرہ اند تا، وہم عفیر از تابعین وتبع تابعین و
اتباع تبع ودیگر علماء محدثین وعلماء دین کہ از ارباب زہد و تقوی وعلم وعبادت بودہ اند
چوں عبداللہ بن جعفر در زمان خود امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وسالم بن عبداللہ
بن عمر و قاضی شریح وسعید بن جبیر و عبدالملک بن جریج و ابراہیم بن سعد وجز ایشاں و
نقل کردہ شدہ نیز از ائمہ اربعہ سماع غنا وخوش داشتن آں را دتا، وہم از ابی یوسف
آوردہ اند کہ ابسا کہ حاضر شد مجلس ہرشید را وے بود آنجا غنا پس مے شنید ومی گریست
واز داؤد طائی کہ وے حاضر می شد سماع را و راست میشد پشت او در سماع و لیوشے
رحمہ اللہ تعالی عالم فقیہ حنفی تلمیذ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی وجزم کردہ است غزالی
و استاذ ابو منصور البغدادی باباحت نزد مالک وشافعی و مروی است از ابی العباس
فرغانی کہ میگفت شنیدم صالح بن احمد حنبل را کہ میگفت بودم من کہ دوست میداشتم
سماع را و بود پدر من کہ ناخوش میداشت آنرا پس وعدہ کردم ابن جنادہ را کہ باشد
نزد من شب پس بود نزد من تا دانستم کہ خواب کرد پدر من پس شروع کرد ابن جنادہ
در تغنی پس شنیدم آواز بالائے بام پس برآمدم بہ بام دیدم پدر خود را بر سطح کہ می شنود
غنا را و دامن او زیر بغل اوست و می خرامید گویا کہ رقص میکرد و مانند ایں قصہ از
عبداللہ بن احمد حنبل نیز منقول است۔

عبارت شیخ الاسلام طویل ہے۔ لہذا اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس عبارت سے چند

امور واضح ہوگئے۔ (امر اول) شیخ نے کہا۔ "تغنی بدف ونحواں" اس عبارت سے پتہ چلا کہ کلام مطلق آلات اور مزامیر میں ہے۔ نہ کہ خاص دف میں۔ لہذا جہاں مباح ہیں سب مباح ہیں۔ اور جہاں منع تو سب منع ہیں۔ لہذا تخصیص بدف درست نہیں۔ (امر دوم) عید اور خوشی کے دنوں میں غناء مع مزامیر لہو ولعب کے طور پر بھی جائز ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ یا اس کے مقبولوں کی تعریف جائے۔ اب ہمارے دعوے کی اس عبارت سے جزو ثانی "کہ عید اور دیگر مواقع خوشی پر غناء مع مزامیر لہو ولعب کے طور پر بھی جائز ہے" ثابت ہوگئی۔ (امر سوم) جب شجاعت اور دلاوری کے اشعار جائز ہوئے تو نعت شریف بطریق اولیٰ جائز ہوگی (امر چہارم) جس مسئلہ میں شیخ الاسلام بحث کر رہے ہیں مسئلہ غناء مع مزامیر کا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف اسی پر دال ہے جس کی شیخ الاسلام شرح کر رہے ہیں۔ (امر پنجم) اختلاف اس غنا میں ہے کہ گانے والے ماہرین اپنے فن کا مظاہرہ کریں۔ اور رقیق اشعار پڑھیں اور اگر فواحش سے پاک اور اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کی تعریف کی جائے تو مستحب ہے۔ اور صحابہ سے لیکر ائمہ مجتہدین تک تمام سماع کی مجالس میں حاضر ہوتے تھے۔

تو پھر ان حضرات کا یہ کہنا غلط ہوا۔ کہ مشائخ غناء مع مزامیر نہیں سنتے تھے بلکہ ہمارے مشائخ غناء مع مزامیر سنتے تھے اور سب سے بڑے شیخ امام ابو یوسف اور داؤد طائی اور مالک اور شافعی اور احمد حنبل سب سنتے تھے ... لوگوں نے جو شرائط لگا رکھی ہیں۔ درست نہیں۔ کیونکہ رشید کی مجلس میں جو قوالی ہوتی تھی ان میں شرائط کی پابندی کب تھی۔ اس تقریر سے ہمارے دعویٰ کی جزو سابع "کہ غناء عام ازیں کہ بغیر مزامیر کے ہو یا مزامیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر ائمہ مجتہدین تک سب نے سنا ہے" ثابت ہوگئی۔

شیخ الاسلام شرح بخاری میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

وگفتہ اند آنچہ وارد شدہ است از ائمہ اکابر بالفاظیکہ دلالت دارد بر تغلیظ محمول است بر غنائے کہ مقترن است بفحش ومنکر جمعاً بین القول والفعل وروایت

کردہ شدہ است از احمد کہ وے قوالی را شنید نزد پسر ش صالح وانکار نہ کرد پس پسر گفت اے پدر آیا نبودی تو کہ انکار کردی ومکروہ داشتی آں را گفت بمن چنیں رسانیدہ اند کہ استعمال مے کنند باشے منکر را۔

اس عبارت میں شیخ الاسلام نے ایک سوال کا جواب دیا ہے۔ کہ جبکہ ائمہ غنا مع مزامیر سنتے تھے تو پھر اس کے متعلق سخت الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو قول اور عمل میں تضاد ہے۔ جواب قول اس صورت میں ہے جبکہ فحش اور فسق اشعار ہوں اور عمل اس وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے مقبولوں کی تعریف ہو۔ لہذا امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب یہ غلط خبر دی گئی کہ قوالی میں فواحش ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے انکار کیا لیکن جب خود قوالی میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ منکرات نہیں ہیں تو اسے جائز فرمایا۔

آجکل کے مانعین بھی ممکن ہے کہ غلط خبروں پر انحصار کرکے غلط فہمی میں مبتلا ہوں لہذا ان کو چاہیئے کہ اپنے ائمہ کی پیروی کرتے ہوئے قوالی کی مجالس میں حاضر ہوکر ملاحظہ فرمالیں کہ وہاں ایسے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ جن سے خداوند عالم اور اس کے مقبولوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ مانعین کے خیال میں تو جن صحابہ تابعین تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے قوالی مع مزامیر سنی ہے۔ ان کے پیچھے بھی لوگوں نے نمازیں خراب کیں اور وہ لوگ بھی قابل امامت نہیں تھے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

اب اس حدیث مذکور کی شرح میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔ تضربان ای بالدف فیکون عطفاً تفسیریاً وقیل ترقصان وقیل تضربان علی الکف یعنی تارۃً وتارۃً وفی روایۃ تغنیان ولیستا بمغنیتین ای لا تحسنان الغناء ولا تخذتاہ کسبا وصنعۃ او لا تعرفان بہ او لیستا کعادۃ المغنیات من التشویق الی الھوی والتعریض بالفاحشۃ وبالجمال الذی یدعی الی الفتنۃ ومن ثم قیل الغناء رقیۃ الزناء وھو مروی عن ابن مسعود۔

علامہ علی قاری نے تضربان کے تین معنے بیان کئے کہ یا تو اس کا معنی دف بجانا ہے

اور ہاررقص اور ناچنا ہے یا تالی بجانا ہے اور نیز علامہ نے فرمایا کہ غنا کی مذمت میں جو روایات ہیں وہ اس غنا پر محمول ہیں جس سے خواہشات نفسانی پیدا ہوں اور فاحشہ اور فتنہ کی طرف رہنمائی ہو۔ نیز علامہ فرماتے ہیں۔

لما تقرر عندہ من منع اللھو والغنا مطلقاً ولم یعلم انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قررھن الی ان قال۔ وقال النووی اجازت الصحابۃ غنا العرب الذی فیہ نشاد وترنم والحداء وفعلوہ بحضرتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وبعدہ ومثلہ لیس بحرام حتی عند القائلین بحرمۃ الغناء وھم اھل العراق قال الطیبی وھذا اعتذار منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بان اظھار السرور فی یوم العیدین شعار الدین ولیس کسائر الایام واما الغنا بذکر الفواحش والمنکرات من القول فھو المحظور من الغناء۔ اس عبارت سے بھی چند امور واضح ہوئے۔

(امر اول) عرب کا غنا جس میں فحش اور منکر قول نہیں ہے۔ بالاجماع جائز ہے تو جس غنا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبولوں کی تعریف ہو، وہ بھی بالاجماع جائز ہے۔ خواہ مزامیر کے ساتھ ہو یا کہ بغیر مزامیر کے جیسا کہ شیخ الاسلام کی عبارت میں تصریح موجود ہے۔ اور یہی مروجہ قوالی ہے جس سے مانعین کو انکار ہے۔ حالانکہ یہ قوالی شعار دین سے ہے جیسا کہ علی قاری کی عبارت میں تصریح موجود ہے۔ کیونکہ لاکھوں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اس میں کثرت سے علماء اور صلحاء ہوتے ہیں۔ اور قوالی سن کر ان پر رقت طاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبولوں کی محبت میں صالحین کو وجد ہوتا ہے اور صالحین گناہوں سے تائب ہوتے ہیں۔ وہابی علماء اگر ان مجالس کے فوائد سے جاہل ہوتے تو تعجب نہ تھا۔ حد تو یہ ہے کہ مدعیان حب صالحین بھی ان برکات سے ناواقف نظر آتے ہیں۔

(امر دوم) غنا مع المزامیر میں اختلاف صوفیہ کے غیر میں ہے اور اہل عراق حرمت کا قول کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اختلافی مسائل میں تشدد نامناسب ہے۔ اس تقریر سے

ہمارے دعوے کی جزء عاشر کہ "غنار مع مزامیر میں اختلاف صوفیہ کے ماسوا میں ہے"
ثابت ہوگئی (ام مفہوم) سابقہ عبارات سے ثابت ہوا کہ غنا العرب جس میں ترنم اور
حدی ہے۔ صحابہ کے نزدیک جائز ہے۔ حالانکہ مانعین کے شرائط وہاں موجود نہیں ہیں۔
حدیث مذکورہ بالا کے تحت ابن حجر شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

استدل جماعة من الصوفية بحديث الباب على اباحة الغناء وسماعه
بآلة او بغير آلة۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قدیم زمانہ سے صوفیہ غنار مع المزامیر
سنتے چلے آرہے ہیں۔ اور یہ حدیث بخاری ان کی دلیل ہے۔ قبل ازیں چار شراح حدیث
حنفی المذہب کی تصریحات سے ثابت ہو چکا ہے کہ صوفیہ کرام کا حدیث باب سے
استدلال درست ہے۔ اگرچہ علامہ ابن حجر نے سابقہ عبارت کے بعد صوفیہ پر بعض قدح
کی ہے لیکن ظاہر حدیث اور تصریحات احناف مجددین کے مقابلہ میں ہم ابن حجر کی رائے
کے پابند نہیں ہیں۔ جیسا کہ اختلافی مسائل میں ائمہ احناف کی رائے ہمارے نزدیک راجح
ہے۔ علامہ ابن حجر کی عبارت نقل کرنے سے ہمارا مقصد صرف معاندین کا رد ہے کہ
صوفیہ مروجہ قوالی یعنی غنار مع المزامیر نہیں سنتے تھے۔ یہاں تک ہم نے اپنی پہلی دلیل
کو شروح حدیث کی روشنی سے حتی الامکان مکمل کیا ہے۔ اب دوسری دلیل ملاحظہ ہو۔

دلیل دوئم درمختار میں ہے۔ ومن ذالك ضرب النوبة للتفاخر فلو
للتنبيه فلا باس به كما اذا ضرب فى ثلث اوقات لتذكير
ثلث نفخات الصور لمناسبة بينهما فبعد العصر للاشارة الى نفخة
الفزع وبعد العشاء الى نفخة الموت وبعد نصف الليل الى نفخة
البعث وتمامه فيما علقته على الملتقى۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ بادشاہوں کے دروازہ پر نوبت بجتی ہے اور اولیاء
کے مزاروں پر بھی تین اوقات میں نوبت بجاتے ہیں پہلی نوبت تفاخر کے طور پر
اور دوسری نوبت نفخات صور کی یاد دہانی کیلئے۔ لہذا پہلی نوبت منع اور دوسری
جائز ہے۔ اس عبارت سے بھی کئی امور ثابت ہوئے

نتیجہ پنجم۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے غنار میں کوئی نص صریح نہیں ہے۔ امام کے بعض شاگردوں نے امام کے ایک مسئلہ سے کراہیت مستنبط کی ہے۔ لیکن یہ استنباط ابو یوسف کے نزدیک درست نہیں ہے۔ ورنہ وہ رشید کی مجلس میں غنا کیوں سنتے ؛ اور یا یہ توجیہ کرنی ہوگی کہ امام صاحب اس کو مکروہ جانتے ہیں جس میں فواحش کا ذکر ہو یا محض لہو مقصود ہو۔

نتیجہ ششم۔ غنار اس وقت منع ہے کہ مقصود لہو مجرد ہو یعنی اور کوئی اچھا مقصد نہ ہو۔ اور اگر محض اچھا مقصد ہو یا کچھ نیک مقصد اور کچھ لہو تو ہر دو صورت جائز ہیں۔ اس لئے سابق عبارت میں مذکور ہے۔ لاباس بضرب الدفوف فی الاعراس و الولیمۃ وان کان فی ذالک نوع من اللھو اور دوسری جگہ فرمایا اما واللھو المجرد فیحرام۔

نتیجہ ھفتم۔ جتنے مذاہب ہم نے یہاں ذکر کئے ہیں ان میں مانعین کے شرائط کا ذکر نہیں ہے۔

نتیجہ ھشتم۔ جتنے مذاہب اور اختلاف غنار میں گذرے ہیں۔ یہ سب سادات صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے سوا میں ہیں۔ سادات صوفیہ کے متعلق اتفاق ہے کہ ان کے لئے مباح بلکہ مستحب ہے اور یہ اجماع شیخ الاسلام نے شرح بخاری میں اور علی قاری نے مرقاۃ میں اور علامہ شامی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے تفصیلاً ذکر ہو چکا ہے۔ ہم نے احناف کی چار معتبر کتابوں سے صوفیہ کے غنار اور سماع پر اجماع نقل کیا ہے پھر واضح ہوگیا کہ امام صاحب کے نزدیک جو غنار مکروہ ہے وہ غیر صوفیہ میں ہے کیونکہ یہ کراہیت ولیمہ سے مستنبط ہے اور ولیمہ صوفیہ کی مجلس نہیں ہے۔

نتیجہ نہم۔ جس نے مشائخ پر فتویٰ بازی کی اور غنار کو حرام اور کفر ٹھہرایا۔ وہ خود کفر اور ضلال میں پڑ گیا۔ اور اس بات کا مستحق ٹھہرا کہ اس کو تعزیر لگائی جائے۔

نتیجہ دھم۔ مانعین نے جو غنار کے شرائط ذکر کئے ہیں وہ کوئی متفق علیہ نہیں ہیں۔ بلکہ صرف ایک مذہب ہے۔ جو یہ شرائط مقرر کرتا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

فتاویٰ خیریہ میں ہے۔

ومن اباحة من المشائخ الصوفية فلمن تخلّی عن الهوىٰ وتحلّی بالتقوىٰ
او احتاج الی ذالك احتیاج المریض الی الدواء وله شرائط الخ

یہ شرائط صرف ایک مذہب پر ہیں جیسے کہ بندہ نے بارہا اس پر تنبیہ کی ہے۔
لیکن مانعین نے یہ سمجھا کہ یہ شرائطِ جواز اور متفق علیہ ہیں
فتاویٰ خیریہ کی عبارات سے ہمارے دعویٰ کی جزء سادس کہ "امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے غنا کے ممنوع ہونے پر کوئی نص نہیں ہے" اور جزء تاسع کہ "غنا جو کہ فحش سے خالی ہو عام ازیں کہ مزامیر کے ساتھ ہو یا کہ بغیر مزامیر کے صحابہ سے لے کر ائمہ مجتہدین تک سب سنتے تھے" اور جزء عاشر کہ "غناء مع المزامیر میں اختلاف صوفیہ کے ماسوا ہے" ثابت ہوئیں۔

یہاں تک تو بندہ نے اپنے مدعیٰ پر دلائل بھی قائم کئے اور مانعین کے دلائل کے جواب بھی دیئے۔ لیکن مانعین کی ایک دلیل ذرا قوی ہے۔ اس لئے اس کا مستقل جواب پھر ملاحظہ فرماویں۔ دلیل یہ ہے۔

ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله۔

یہ حرمت غناء کے متعلق ہے۔ اس کا ایک جواب تو علامہ شامی کی عبارت میں بیان کیا جا چکا ہے دوسرا جواب ملاحظہ ہو۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

عن ابی امامة رضی الله عنه، قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تبیعوا القینات ولا تشتروهن ولا تعلموهن وثمنهن حرام وفی مثل هٰذا نزلت ومن الناس من یشتری لهو الحدیث هٰذا حدیث غریب وعلی بن یزید، یضعف فی الحدیث۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے والی لونڈیاں نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ ان کو گانا سکھاؤ۔ ان کے پیسے حرام ہیں۔ انہیں لونڈیوں کے حق میں یہ آیت پاک نازل ہوئی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بعض لوگ لہو الحدیث

خریدتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو خداوندِ عالم کے راستہ سے گمراہ کریں۔ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد صاحب مشکوٰۃ نے فرمایا کہ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔
پس معلوم شد کہ ایں حدیث کہ عمدہ است در حرمت تغنی ضعیف است نزد محدثان و خود محدثان میگویند کہ ہیچ حدیث در حرمتِ غنا ثابت نشدہ۔
عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حرمت غنا میں بڑی عمدہ دلیل یہی حدیث ہے اور یہ حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور محدثین فرماتے ہیں کہ حرمت غنا میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ مانعین کی یہ بڑی دلیل ہے جس کو خود علامہ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے رد فرما دیا۔ مانعین کی ایک اور دلیل انہوں نے اعلیٰ حضرت بریلوی اور اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ملفوظات نقل فرمائے ہیں تو اس کا جواب واضح ہے۔ کیونکہ ہمارے مشائخ اس کو مطلقاً جائز نہیں فرماتے بلکہ بعض مخصوص حالات میں۔ تو جب آپ نے منع فرمایا تو وہ مقامِ غنا نہیں ہوگا اور اس وقت گانا اور سننا مناسب نہ تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ علی الاطلاق منع فرماتے ہیں کیونکہ نہایت معتمد ذرائع سے ثابت ہے کہ اعلیٰ حضرت گولڑوی نے غنا کا استماع فرمایا۔ ان اکابر کے اقوال مانعین کی دلیل نہیں ہیں۔ مثلاً حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے عرس پر مزامیر کسی مانع کی وجہ سے نہیں بجائے جاتے۔ آخر میں بندہ مانعین سے چند سوال کرتا ہے۔
سوال اول۔ حضرت علامہ مولانا السید السند پیر دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ غنا استماع فرماتے تھے۔ بندہ کو خود ان کی اولاد کے توسط سے علم ہوا ہے۔ تو کیا مانعین کے نزدیک حضرت شاہ صاحب اپنے وقت میں امامت کے اہل نہ تھے۔ اور جن لوگوں نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ ان کا اعادہ مانعین کے نزدیک واجب ہوگا اسی طرح کئی اور اکابر بھی ہیں جو غنا استماع فرماتے تھے اور وہ مانعین کے بھی اکابر سے ہیں۔
سوال دوم۔ آپ مقاماتِ حریری اور سبعہ معلقہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں حالانکہ

ان میں اکثر مضامین لہو الحدیث اور فواحش کے قبیلہ سے ہیں۔ مثلاً مقاماتِ حریری میں سروجی ایک لڑکے کو قسم دلاتا ہے (رمیٰ اللہ دواتی بالاقلام) اور سبعہ معلقہ میں (دارجلجل) کے قصے پڑھتے پڑھاتے بوڑھے ہو گئے ہیں اور آپ کو کبھی خیال نہیں آیا کہ ہم یہ لہو الحدیث پڑھ کر اور پڑھا کر فاسق ہو رہے ہیں اور امامت کے قابل نہیں رہے۔ آپ لوگ تو ان لہو الحدیث کے بعد فاسق نہیں ہوتے اور ہم اہلِ سنت اگر ایک پاک مجلس میں یہ سن لیں۔ محمد کی اُلفت بڑی چیز ہے — خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے۔ "ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفٰے پر ہے"۔ تو آپ کا فتویٰ حرکت میں آجاتا ہے۔ ع

ھو جوابکم فھو جوابنا۔

سوال سوم۔ یہاں دو چیزیں ہیں (اول) تغنی۔ (دوم) آلاتِ لہو تو جس طرح لہو کی مذمت ہے، اسی طرح غنار اور تغنی کی بھی مذمت ہے۔ مثلاً الغنأ ینبت النفاق۔ اور غنار یہ ہے کہ موسیقی کے قواعد کے مطابق شعر وغیرہ پڑھے جائیں حالانکہ مانعین کے سامنے قوال لوگ مساجد میں غنار کرتے ہیں اور اسی طرح واعظین وغیرہ کیونکہ آجکل بڑا واعظ وہی ہے جو غنار کے طور پر اشعار پڑھے۔ دراصل قرآن مجید میں جو لہو الحدیث کا لفظ ہے یہ اضافت الصفۃ الی الموصوف ہے یعنی الحدیث اللہو حدیث تو گانے کا نام ہے نہ کہ آلات کا۔ آلات تو صرف حدیث اور گانے کے معاون ہیں۔ آپ نے لہو الحدیث پر تو کبھی فتویٰ نہیں لگایا۔ اور اسکے معاون رسانہ کو گردن زنی قرار دے دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الفقیر خادم العلمأ عطا محمد مدرس دار العلوم
امدادیہ۔ مظہریہ بندیال
ضلع سرگودھا۔